Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 2 No. 4 (November) (2024)

فقہی قاعدہ :"ما أبیح للضرورة یقدر بقدرها جو چیز ضرورت کی بناء پر جائز کی گئی ہو اس کا جواز ضرورت کی مقدار کے مطابق ہی رہے گی"کا علمی جائزہ و عصری تطبیق

A Scholarly Review and Contemporary Application of the Jurisprudential Rule: "What is ما أبیح للضرورة یقدر بقدرها Permitted for Necessity is Permitted in Proportion to itsNecessity

Dr. Nida Aman
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Buner University Sawari Buner. Email: Nidaali103@gmail.com

Dr. Hashmat Begum
Associate Professor , Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto women University Peshawar. Email: Hashmat.begum@sbbw.edu.pk

Sumayya Feroz
Ph.d Political Science , Abdul Wali Khan University , Mardan
Email: Sumayyaferoz47@gmail.com

Abstract
The rule or qawa'id are neither the law itself nor the source of the law. They are guidelines and regulations under the guidance of which jurists and mujtahids seek Sharia rulings to solve the problems that arise. By studying them, it becomes easy and possible to know and examine the ijtihad practice of the jurists and mujtahids of Islamic jurisprudence, and it becomes possible and certain to be aware of the Islamic Sharia perspective in everyday matters and to apply the rules to these matters.

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ[i]
(اور یاد کرو جب ابراہیم اور اسماعیل خانہ کعبہ کی بنیادوں کو اٹھا رہے تھے)
فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ[ii]
(پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر بنیادوں سے ، پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے)

عمارت کے لئے ستون اور کجاوے کے لئے لکڑیاں بھی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے کیوں کہ عمارت کی مضبوطی ستون سے اور کجاوے کی مضبوطی اس کے نیچے لگائے جانے والی لکڑیوں سے ہو تی ہے اس وجہ سے اس پر قواعد کا اطلاق کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح علامہ زجاج کا قول ہے کہ وقواعدالهودج:خشبات أربع معترضةفي اسفله تركب عيدان الهودج فيها[iii](ہودج کے قواعدسے مراد نیچے کو لٹکی وہ چار لکڑیاں ہیں جن میں ہودج کی باقی لکڑیاں پیوست ہوتی ہیں)اسی لحاظ سے کسی مملکت کے دارالحکومت کو بھی قاعدہ کہا جاتا ہےکہ یہ بھی ملک کے لئے بنیاد کی اہمیت رکھتے ہیں۔

قاعدہ کی اصطلاحی تعریف :

امام جرجانی کے الفاظ :

فهی قضیة کلیة فی حیث اشتمالها بالقوة علی احکام جزئیات موضوعها[iv]

قاعدی سے مراد ایسا کلی معاملہ ہے جس کا اپنے تمام جزئیات پر اطلاق ہوتا ہو۔

امام حموی کے الفاظ:

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 2 No. 4 (November) (2024)

عند الفقهاء حكم اكثرى لاكلي ينطبق على اكثرى جزئياته اتعرف احكامها منه[v]

فقہاء کے نزدیک قاعدہ ایسا کلی نہیں بلکہ حکم اکثری ہےجو اپنے احکام کی پہچان کے لئےاپنی اکثر جزئیات پرصادق آتا ہے۔

کسی فقہی قاعدہ کا اطلاق اس کے ذیل میں آسکنے والے تمام مسائل پر نہیں ہوتا بلکہ اس کی بیشتر صورتوں پر ہوتا ہے اور کئی صورتیں ایسی ہوتی ہیں جو اس کے اطلاق سے باہر ہوتی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہی اور قانونی اصطلاح کے اعتبار سے قاعدہ کے معنی دوسرے علوم اور فنون سے ذرا مختلف ہے جیسے دوسرے علوم نحو و صرف ،فزکس اور حساب وغیرہ میں قاعدہ سے مراد ایسا اصول ہے جو اپنے تمام جزئیات پر مکمل طور پر منطبق ہوتا ہے ۔ جبکہ کسی فقہی قاعدہ کا اطلاق اس کے ذیل پر آسکنے والے تمام مسائل اور حالات پر نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کے بیشتر صورتوں پر ہوتا ہے اور بہت سی صورتیں اس قاعدہ کے اطلا ق سے باہر رہ جاتی ہیں ۔

ان قواعد میں سے ایک قاعدہ کلیہ " **ما أبيح للضرورةيقدر بقدرها** " ہے الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ کئی طرح سے ہیں :

- الضرورات تقدر بقدرها.
- ماجاز للضرورة يتقدر بقدرها.
- ما ثبت للضرورة يقدر بقدرها.
- الضرورة تقدر بقدرها.
- الثابت بالضرورةيتقدر بقدر الضرورة.

لغوی تعریف:

یہ قاعدہ تین الفاظ پر مشتمل ہے۔

الضرورات: جس کا مفرد " ضرورت" ہے۔ علم لغت کے مطابق ضرورت "ضر" سے نکلا ہے، جس کا معنی نقصان کا ہے۔ اسی مناسبت سے ابو الدقیس نے "ضر" کا معنی کچھ اسطرح بیان کیا ہے۔

"کل ما کان من سوء حال و فقرا و شدۃ فی بدن"[vi]

ان کے مطابق نقصان، تنگی اور مشقت انسان کو ہمیشہ حاجت مند بناتی ہے۔ اسی مناسبت سے ضرورت کا معنی "حاجت" کا ٹھہرا۔ یعنی نقصان پہنچنے کا اندیشہ انسان کو حاجت مند بناتا ہے۔

تقدر بقدرها: معناہ "تحسب بحسابها"[vii] یعنی ضرورت کے وقت ممنوعات کا ارتکاب حسب ضرورت ہی جائز ہے۔ اس حساب سے ممنوعات کو اتنے مقدار میں کھایا جائے جس سے ہلاکت ٹل جائے۔

اصطلاحی تعریف:

علامہ ابو اسحاق شاطبی نے ضرورت کی تعریف کچھ اسطرح کی ہے۔

"ضرورت سے مراد وہ ہے جو دین و دنیا کے مصالح کی بقا کے لئے نا گزیر ہے۔ اسی طرح اگر وہ مفقود ہو جائیں تو دنیا کی مصلحتیں صحیح طریقے پر قائم نہ رہ سکے گی۔ بلکہ فساد و بگاڑ اور زندگی سے محرومی کا سبب بن جائیں۔ یا ان کا فقدان اخروی نعمت سے محرومی اور عظیم نقصان اٹھانے کا باعث بن جائیں۔"[viii]

ضرورت کی یہ تعریف حیات انسانی کے تمام شعبوں کو شامل کرتا ہے، (جیسا کہ حفظ دین، حفظ نفس، حفظ نسل، حفاظت مال اور حفاظت عقل)۔ اسی طرح ان صورتوں کو بھی شامل کرتا ہے جس میں ہلاکت کا اندیشہ تو نہ ہو لیکن شدید ضرر پہنچنے کا خطرہ لاحق ہو۔ اب شریعت کے ان بنیادی مقاصد کا حصول اور بقاء جن امور پر قائم ہے، وہ ضرورت کہلاتا ہے۔

ضرورت کے درجات:

علماء نے ضرورت کے پانچ درجات وضع کئے ہیں۔

1) **ضرورت**: ضرورت کا اس قدر شدید ہونا کے اگر ممنوعات کا ارتکاب نہ کیا گیا تو ہلاکت واقع ہو جائیں یا کوئی اعضاء ضائع ہو جائیں۔ علماء نے اس کا حد ایک دن اور رات بتایا ہے۔[ix]
2) **حاجت**: وہ بھوکا انسان جو اگر کچھ نہ کھائے تو ہلاکت تو نہ ہو گی، البتہ تکلیف و مشقت میں ضرور مبتلا ہو گا۔ یہ ضرورت کا وہ درجہ ہے جس میں ممنوعات کا استعمال حلال نہیں۔
3) **منفعت**: مثلاً: کسی شخص کو اچھا کھانا کھانے کا شوق ہو، جیسا کے بکرے کا گوشت اور دوسرے مرغن کھانے وغیرہ ۔
4) **زینت**: مثلاً: کسی کو مٹھائی کھانے کا شوق ہو یا اچھے کپڑے جیسا کہ ریشم وغیرہ پہننے کا شوق ہو۔
5) **فضول**: حرام یا مشتبہ اشیاء کی کھانے کا گنجائش نکالنا۔[x]

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 2 No. 4 (November) (2024)

ضرورت کے ان پانچ درجات میں صرف پہلا درجہ ممنوعات کو حلال کرتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری حاجتیں ممنوعات کو مباح نہیں کرتی۔

قاعدے کا مفہوم

"الضرورات تقدر بقدرھا" دراصل ایک اور فقہی قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات" کو مقید کرتا ہے۔ جسکا مطلب ہے کہ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کرتی ہے۔ یعنی اگر کسی شخص کو سخت ضرورت درپیش ہے اور اس کی نوعیت اتنی شدید ہے کہ اگر ممنوعات کو نہ استعمال کیا گیا تو موت لاحق ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ یقین ہو کہ حرام چیز نہ کھانے سے شدید کمزوری یا صحت کی شدید خرابی کا خطرہ لاحق ہے تو بھی اس سے بچنے کے لئے حرام چیز کھانا یا پینا جائز ہے۔[xi] البتہ ان محرمات کو استعمال کرنے میں تجاوز نہ کیا جائے، بلکہ جتنا ضروری ہے اس کا ارتکاب کیا جائیں۔ مثلا: ایک طبیب عورت کے اتنے حصے کو ہی دیکھ سکتا ہے، جتنے کا علاج ضروری ہے۔

امام ابن نجیم اس قاعدے کو اپنے کتاب "الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ" میں کچھ ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔ "ما ابیح للضرورۃ یقدر بقدرھا"۔

قرآن مجید نے اس قدر ضرورت کے لئے "غیر باغ ولا عاد" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

"باغ" سے مراد وہ شخص ہے جو حلال کی استطاعت رکھنےکے باوجود حرام تلاش کرتا ہے۔

"العادی" سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت حرام کے استعمال میں تجاوز کیا جائیں۔[xii]

قرآن و حدیث کو بنیاد بنا کر مجتہدین نے ایسے کئ قواعد کو وضع کئے ہیں۔ جس سے مشقت دور ہو جائیں اور اضطرار کی حالت میں ممنوعات کو مباح کر کے امت کے لئے آسانیاں پیدا کی جا سکیں۔ البتہ فقہاء نے اس کے لئے کچھ شرائط بھی وضع کئے ہیں جس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہر تکلیف، مشقت یا حاجت ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہاں اس سے مراد وہ ضرورت ہے جو اضطرار کی کیفیت تک پہنچ جائیں۔

اباحت محظورات کے شرائط

1) ضرورت بالفعل موجود ہو۔ یعنی ایسی ضرورت جسکا دوبارہ مستقبل میں واقع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔
2) کوئی جائز متبادل دستیاب نہ ہو۔ مثلا: سخت بھوک (جس سے جان جا سکیں) کی صورت میں حرام کھانا جائز ہے۔ بشرط یہ کہ کوئی حلال چیز میسر نہ ہو جس سے وہ اپنی جان کو بچا سکیں۔
3) ہلاکت و ضیاع کا خطرہ یقینی ہو یا ظن غالب ہو۔
4) محرمات کی استعمال سے ضرر شدید کا ازالہ یقینی ہو۔ مثلا: سخت پیاس کی صورت میں شراب کی حرمت قائم رہے گی کیونکہ یہ ضرر شدید یعنی پیاس کو مٹانے کے بجائے اور بڑھاتی ہے[xiii]۔
5) محظورات کا استعمال اس سے بڑے مفسدہ کا باعث نہ ہو[xiv]۔ مثلا: کسی کے مال پر قبضہ کر لیا جائے اور اس شرط کے ساتھ واپس کرنے کا کہا جائے کہ فلاں کو قتل کرو۔ ایسی صورت میں مجبور شخص کے لئے اقدام قتل مباح نہیں کیونکہ قتل نفس جیسے حرام کاارتکاب دولت واپس حاصل کرنے سے ذیادہ نقصان دہ ہے۔

اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے اس قاعدے میں کچھ الفاظ کا اضافہ کیاہے۔ ان کے نزدیک یہ قاعدہ کچھ اس طرح ہے۔ "الضرورات تبیح المحظورات بشرط عدم نقصانها عنها" انہوں نے اس اباحت کو مشروط کیا ہے کہ وہ ضرورت اور اہمیت میں ان جائز چیزوں سے کم نہ ہو بلکہ بڑھ کر ہو۔ مثلا: ان کے نزدیک نبی کے میت کو ایک مضطر کے لئے کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ نبی کی بے حرمتی ایک مضطر کی حاجت سے زیادہ برائی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو بلا تکفین دفن کیا گیا ہو تو محض تکفین کی خاطر اسکا قبر سے نکالنا ممنوع ہے کیونکہ میت کی بے حرمتی اس کی تکفین سے زیادہ مفسدہ ہے۔ ویسے بھی مٹی نے اس کے جسد خاکی کو ڈھانپ لیا ہے۔[xv]

اسی حوالے سے امام ابن حزم الظاہری فرماتے ہیں۔ "وہ تمام کھانے پینے کی اشیاء جو اللہ تعالی نے حرام کئے ہیں جیسا کہ خنزیر یا حرام کا گوشت، مردار، خون، حشرات، شراب، حرام پرندے اور جانور یا اس کے علاوہ سب کے سب ضرورت کے وقت حلال ہو جاتی ہے سوائے انسان کے گوشت یا اسکا قتل اوراس جیسے اور محرمات جس کا ارتکاب ضرورت سے بڑھ کر ہو۔[xvi]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہےکہ بعض برائیاں ایسی ہے جن کا ارتکاب کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔ چاہے اضطرار کی یہ کیفیت کتنی ہی شدید کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ کسی مسلمان کو قتل کرنا، زنا کرنا یا والدین کو مارنا وغیرہ۔ [xvii]

6) بقدر ضرورت استعمال کیا جائے۔ فقہاء نے اس شرط کو"الضرورات تقدر بقدرھا" کی صورت میں ایک باقاعدہ قاعدہ بنایا ہے جس کی بنیاد پر کئ فروعی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 2 No. 4 (November) (2024)

قرآن مجید اور مذکورہ قاعدہ:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ . . . فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ[xviii]

(تم پر حرام کر دئے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو نام کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہواور جو گلا گھٹنے سے مر جاوےاور جو کسی ضرب سے مر جاوےاور جو اونچے سے گر کر مرجاوے اور جو کسی کی ٹکر سے مر جاوےاور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جس کو ذبخ کر ڈالو اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبخ کیا جاوے اور یہ کہ تقسیم کرو بزریعہ قرعہ اندازی کے تیروں کے یہ سب گناہ ہیں ...پھر جو کوئی لاچار ہو جاوے بھوک میں لیکن گناہ پر مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے)

آیت کے پہلے حصے میں حرام جانوروں کا ذکر ہے کہ وہ حرام ہے مگر آیت کے آخری حصے میں فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ کے الفاظ آئیں ہیں جس کا مطلب ایک خاص حالت کو قاعدہ سے مستثنیٰ کرنا ہے کہ اگر کوئی شخص بھوک سے بیتاب ہو جاوےاور خطرہ موت کا لاحق ہوجائے ۔ ایسی حالت میں اگر وہ مذکورہ بالا حرام جانوروں میں سے کچھ کھالےتو اس کے لئے گناہ نہیں ۔ مگر شرط یہ ہے کہ پیٹ بھرنا اور لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو، بلکہ صرف اتنا کھا لیں کہ جس سے اضطرار کی کیفیت رفع ہوجاوے۔[xix]

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ[xx]

(اور تم کو کون امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہوحالانکہ اللہ نے ان جانوروں کی تفصیل بتلا دی جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جاوے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے غلط خیالات پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہیں ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔)

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔[xxi]

پھر جو شخص (بھوک کے باعث) سخت لاچار ہو جائے نہ تو نافرمانی کر رہا ہو اور نہ حد سے تجاوز کر رہا ہو تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ [xxii]

و جو کوئی مجبور ہو اور وہ سر کشی اور حد سے تجاز کئے بغیر (حرام چیزوں کو) کھا لیں تو اس پر کوئی گناہ نہیں ۔

مضطر کی تعریف:

مُضطَریعنی مجبور جسے حرام چیزیں کھانا حلال ہے وہ ہے جو حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو اور اس کو نہ کھانے سے جان چلی جانے کا خوف ہواور کوئی حلال چیز موجود نہ ہو خواہ بھوک یا غربت کی وجہ سے یہ حالت ہو یا کوئی شخص حرام کے کھانے پر مجبور کرتا ہو اورنہ کھانے کی صورت میں جان کااندیشہ ہو ایسی حالت میں جان بچانے کے لیے حرام چیز کا قدرِ ضرورت یعنی اتنا کھالینا جائز ہے کہ ہلاکت کا خوف نہ رہے بلکہ اتنا کھانا فرض ہے۔[xxiii]

مضطر کی حالتیں :

مضطر تین طرح کے ہوتے ہیں ۔ ایک وہ ہوتا ہے جس کو حرام کھانےپر مجبور کیا جائےـدوسرا وہ ہوتا ہے جو بہت شدید بھوک کی وجہ سےحرام کھانے پر مجبور ہو جائے۔ تیسرا وہ ہوتا ہے جو ایسی غربت میں ہو کہ اُسے کوئی (حلال)چیز نہ ملے ۔ ان تینوں افرادکے لئے حرام چیزوں کی ضرمت اُٹھ جاتی ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے مردار کا کھانا جائز ہو جاتا ہے ۔[xxiv]

اضطراری کیفیت حرام چیزوں کو جائز کرتی ہے اور یہی اصول قاعدہ مذکورہ اور اسی آیت میں بیان ہوئی ہے کہ ضرورت کے وقت اگر جان جانے کا خوف ہو تو حرام اشیاء بھی حلال ہوجاتی ہے مگر جب مجبوری کی حد تک اس سے تجاوز کرنے پر گناہ ہو گا ۔

احادیث کی روشنی میں دلیل:

عکل یا عرینہ سے آئے ہوئے کچھ لوگوں کو مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہ آئی تو بیمار ہو گئے، حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے علاج کے لئے اونٹوں کا بول تجویز کیا۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسٍ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَلْحَقُوا

بِرَاعِيهِ ، يَعْنِي الإِبِلَ - فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوا بِرَاعِيهِ فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِيءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ.[xxv]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں کو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ اس چرواہے کے پاس چلے جائیں جو آپ نے اونٹوں کے لئے مقرر فرمایا ہے اور وہاں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینا تو وہ اس چرواہے سے جاملے پھر اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیتے رہے یہاں تک کہ ان کے بدن درست ہوگئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے جب حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو ان کی تلاش میں آدمی بھیجے گئے۔ جو انہیں لے کر آگئے۔ لہٰذا ان کے ہاتھ پیر کٹوا دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی گئی۔

مردوں پر سونا حرام ہے لیکن حالت مجبوری میں حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو سونے کی ناک لگوانے کا حکم فرمایا:

عن عبد الرحمن بن طرفة عن عرفجة بن أسعد قال : أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فأنتن علي فأمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أتخذ أنفا من ذهب[xxvi]

حضرت عبدالرحمن بن طرفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے دادا جان حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی ناک کلاب کے روز کاٹ دی گئی۔ تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوا لی تو اس سے بدبو آنے لگی۔ چنانچہ حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی ناک لگوا لی۔

اسی طرح بیماری کی وجہ سے مردوں کو ریشم پہننے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی:

عَنْ قَتَادَةَ ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا[xxvii]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی قمیص پہننے کی اجازت مرحمت فرما دی تھی کیونکہ ان دونوں حضرات کے جسم پر خارش تھی۔

عصر حاضر میں مذکورہ قاعدہ کی اہمیت :

کسی بھی مرض کا علاج معالجہ کرنا شرعاً واجب اور ضروری ہے تاکہ انسانی جان کو پہنچنے والے عذاب سے بچایا جا سکے اور شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصدانسانی جان کی حفاظت کرنا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ شریعت کا بنیادی مقصد انسانوں سے ہر نقصان کو ختم کرنا ہے اور آسانیاں مہیا کرنا ہے ، چنانچہ شریعت نے اس ضمن میں شریعت نے وہ چیزیں جو عمومی حالات میں حرام ہیں لیکن مخصوص حالات کے اندر اگر امراض کے علاجن اممکن ہو تو بقدر ضرورت حرام کاموں کا ارتکاب کیا جاسکتا ہے اور جیسے ہی ضرورت مکمل ہو جائےان کاموں کی حرمت واپس لوٹ ٓئے گی ، چنانچہ عمومی حالات میں ستر ننگا کرنا ، نشہ آؔور چیز کھانا، ہاتھ کی انگلی کاٹنا ،اپنی جسمانی اعضا میں تصرف کرنا ، یہ سب کا م جائز نہیں ہیں، لیکن ضرورت اور حاجت کے وقت مذکورہ بالا قواعد کی روشنی میں ان کاموں کو بقدر ضرورت استعمال کیا جاسکتا ہے اور یہ شریعت کا حسن ہے کہ یہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل ہے ۔ بلکہ ضرورت سے کم تر چیز حاجت کو بھی کئی مرتبہ ضرورت کے قائم مقام کرکے حاجت کو استثنائی حالات کی مشروعیت کا سبب بنایا گیا ہے ۔

عصر حاضر میں مو ثر انداز میں تطبیق :

موجودہ دور میں اس کلیہ کی جس انداز تطبیقات ممکن ہے چند کا ذکر کیا جاتا ہے:

- نماز جمعہ ایک ہی جگہ پر ایک دفعہ سے زیادہ پڑھنا جائز نہیں ،لیکن مکان کی تنگی کی وجہ سے ایک سے زیادہ دفعہ پڑھی جاسکتی ہے لیکن اگر دو دفعہ میں یہ تنگی ختم ہو سکتی ہے تو تیسری دفعہ پڑھنی جائز نہیں ،وہ بقدر ممنوع ہی رہے گا ۔[xxviii]
- دارالحرب میں مال غنیمت سے کچھ لینا جائز نہیں ، لیکن اگر بندہ مجبور ہے اور اس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور اگر نہ لیا تو بڑے نقصان کا خدشہ ہے (جیسے جان جا سکتی ہے) تو ایسی صورت

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 2 No. 4 (November) (2024)

میں بقدر ضرورت مال غنیمت کو استعمال کیا جاسکتا ہے ، لیکن جیسے ہی وہ مجبوری ختم رفع ہو جاتی ہے تو ان کی حرمت واپس برقرار رہے گی۔[xxix]

- ڈاکٹر اور حکیم کے لئے مریض کے پوشیدہ بدن کا اتنا حصہ دیکھنا جائز ہے جتنی ضرورت ہو اس سے زیادہ دیکھنا جائز نہیں۔[xxx]
- کوالیفائیڈ ڈاکٹر یا مستند حکیم کی تجویز سے افیون، الکوحل یا دیگر نشہ آور اشیاء حالت مجبوری میں بطور دواء استعمال کرنا جائز ہیں۔
- میڈیکل ڈاکٹر آپریشن کے دوران مریض کی عدم حرکت اور سکون کو چاہتا ہے تا کہ اس کا علاج اچھی طرح کیا جا سکے، اور اس کے لیے وہ مریض کو نشہ آور ادویہ اسی قاعدے کے تحت دے سکتا ہے۔ اور کئی ایسی جگہیں ہیں جن میں ڈاکٹر بغیر نشہ آور دوائی دیے علاج نہیں کر سکتا ، جیسے دل کا آپریشن ہے، دماغ کا آپریشن ہے ، پیٹ کی امراض کا آپریشن ہے، چھاتی کا آپریشن ہے ، کان کا آپریشن ہے، چنانچہ ان میں اس قاعدے کے تحت مریض کو نشہ آور دوائی دی جا سکتی ہے تا کہ مریض کی موت سے بچا جا سکےہاں جن امراض کے علاج کے لیے نشہ آور دوائی دینا ضروری نہیں ہے وہاں اس سے اجتناب کر نا ضروری ہے۔[xxxi]
- يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه۔[xxxii] (اگر ایک مسلمان ڈاکٹر کی رائے میں خون، پیشاب اور مردار کو کھانے سے کسی مریض کو شفاء مل سکتی ہو اور ان کے متبادل کوئی حلال چیز (بطور دواء) بھی نہ ہو تو ان چیزوں کا کھانا جائز ہے۔)
- اگر کسی کے رشتے کی بات ہو رہی ہو اور مشورہ کیا جائے تو صرف اتنا کہنا کہ میرے نزدیک مناسب نہیں ہے کیوں کہ اگر اس سے زیادہ بات کی جائے تو وہ غیبت میں شمار ہو گی اور غیبت قرآ ن اور حدیث کی رو سے حرام ہے ۔[xxxiii]
- وَّلَا تَجَسَّسُوْا[xxxiv] قرآن میں یہ الفاظ آئے ہیں جس کا مطلب ہے کہ اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔اب آیات سے صاف واضح ہے کہ جاسوسی منع ہے لیکن عام طور پر ریاستی اور حکومتی سطح پر جاسوسی کے باقاعدہ محکمے بھی ہوتے ہیں اور ظاہر ہے ضرورت کے تحت ایسا کوئی محکمہ ایک اسلامی حکومت کے تحت بھی قائم ہوسکتا ہے یہ اس کلیہ کے بدولت ہےکیوں کہ اسلامی ملک کی حفاظت کی خاطر ایسا کرنا مجبوری ہے ۔
- اسلام میں تصویر کی ممانعت ہے لیکن بیرونی ملک سفر کرنے کے پاسپورٹ بنوانی پڑتی ہے جس کے لئے تصویر کھچنا ضروری ہے ۔ اسی طرح شناختی کا رڈ کے لئے بھی تصویر ضروری ہے ۔
- جھوٹ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ** [xxxv] لیکن میاں بیوی میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا جا سکتا ہے ۔
- **خنزیر کے مادے سے تیار شدہ انسولین سے علاج :**شوگر کے مرض کے علاج کے لیے شوگر کے مریض انسولین کو استعمال کرتے ہیں۔ اور اس مرض کا انسان پر بہت زیادہ خطرناک نتائج ثابت ہوتے ہیں ، اس مرض کا علاج شروع شروع میں مختلف ادویہ سے کیا جا تا ہے البتہ جب یہ مرض بڑھ جائے تو اس کے لیے وہ انسولین تجویز کی جاتی ہے جو خنزیر کے مختلف مادوں سے تیار کی جاتی ہے۔ اور اکثر فقہا کے ہاں اسی قاعدے تحت اس کو استعمال کرنا جائز ہے ۔[xxxvi]

موجودہ تحقیق اپنی نوعیت کا ایک اعلیٰ تحقیق ثابت ہوگی جس میں باحثہ نےحد درجہ کوشش کی ہےکہ اصلی مصادر تک رسائی حا صل کی جائے اور انہی سے استفادہ کیا جائے ، تاہم جہاں پر اصلی مصادر تک رسائی ممکن نہ ہوئی وہاں پر ثانوی ماخذ سے استفادہ کیا گیا ۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ میری اس ادنٰی سی کوشش کو اپنے باگاہ میں قبول فرمائیں اورآخرت میں ثواب کا باعث بنا دیں ۔آمین

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 2 No. 4 (November) (2024)

i البقرہ : 127 -
ii النحل: 26 -
iii ابن منظور، لسان العرب، مادہ قعد۔
iv جرجانی،علی بن محمد ،معجم التعریفات، تحقیق:محمد صدیق المنشاوی، دارالفضیلۃ قاہرہ، س ن ،ص 143-
v حموی ،احمد بن محمد ، غمز غیون البصائر شرح کتاب الأشباہ والنظائر ،دارالکتب العلمیۃ بیروت –لبنان 1405ھ-1985ء، ج:1 ،ص:51-
vi مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، الأصول و القواعد للفقہ الاسلامی، (اکل کوا: مکتبہ السلام، جامعۃ الاسلامیۃ اشاعت العلوم، 2014) ص191 .192
vii نور الدن مختار الخادمی، القواعد الفقہیۃ، 2007 -
viii مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، الأصول و القواعد للفقہ الاسلامی، (اکل کوا: مکتبہ السلام، جامعۃ الاسلامیۃ اشاعت العلوم، 2014) ص 192 -
ix محمد بن صالح العثیمین، القواعد الفقہیۃ، (مصر: دار البصیرہ) ص 25
x أبو عبد الله بدر الدین محمد بن عبد الله بن بهادر الزرکشي، المنثور في القواعد الفقهية، الطبعة: الثانية، (وزارة الأوقاف الكويتية، 1985) ص 319،320. https://al-maktaba.org/book/21592
xi ڈاکٹر محمود احمد غازی، قواعد کلیہ اور ان کا آغاز و ارتقاء (اسلام آباد: شریعۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2014) ص 110
xii مسلم بن محمد بن ماجد الدوسری، الممتع فی قواعد الفقہیۃ، (الریاض: دار زدنی، 1424 ھ) ص 196 -
xiii الشیخ سعد بن ناصر الشثری، شرح منظومۃ القواعد الفقہیۃ، ص 56 https://tqrir.files.wordpress.com/2013/05/ar_explain_the_rules_of_jurisprudence.pdf
xiv محمد جعفر ملی رحمانی، الأصول و القواعد للفقہ الاسلامی، (اکل کوا: مکتبہ السلام، جامعۃ الاسلامیۃ اشاعت العلوم، 2014) ص 198
xv زین الدین بن إبراهیم بن محمد، الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999) ص 73
xvi محمد بن صالح العثیمین، القواعد الفقہیۃ، (مصر: دار البصیرہ) ص 25
xvii الشیخ الدکتور محمد صدقی بن احمد بن محمد، الوجیز فی ایضاح قواعد الفقہیۃ الکلیۃ (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1996)، ص 236
xviii المائدہ: 3-
xix محمد شفیع ، معارف القرآن ،مکتبہ معارف القرآن – کراچی ،ط: 2009، ج: 3 ،المائدہ آیت: 3 ، ص: 38-
xx الانعام: 119 -
xxi الانعام: 145 -
xxii النحل: 115 -
xxiii علامہ علاء الدین علی ،تفسیر خازن ،فرید بک سٹال أردو بازار لاہور ،ط: 1 ، 2006، ج: 1 ، ص: 400 -
xxiv حوالہ مذکورہ۔
xxv البخاری ،محمد بن إسماعيل ، لجامع الصحيح، دار الشعب – القاهرة ،الطبعة : الأولى ، 1407 – 1987،کتاب بدء الوحی ،ج 7: ، رقم الحدیث: 5686 -
xxvi ترمذی ،محمد بن عيسى أبو عيسى ، الجامع الصحيح سنن الترمذي ، دار إحياء التراث العربي – بيروت ، تحقيق : أحمد محمد شاكر ،باب : شد الانسان بذھب ،ج:4 ، رقم الحدیث: 1770 -
xxvii البخاری ،محمد بن إسماعيل ، لجامع الصحيح،کتاب بدء الوحی ، ج :4 ، رقم الحدیث:2919-
xxviii عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي ،الأشباه والنظائر ،دار الكتب العلمية ،بيروت ـ ١٤٠٣ھ ،ض: ١ ، ص: ٨٣ -
xxix حموی ،احمد بن محمد ، غمز غیون البصائر شرح کتاب الأشباہ والنظائر ، ج :٢ ، ص: ٩٠ -
xxx ابن نجیم ، زین العابدین بن ابراہیم ، الأشباہ والنظائر ،، دار الکتب العلمیۃ،بیروت،لبنان1400ھ-1980م ،ص : 86-
xxxi طبی_شعبہ_میں_ضرورت_و_حاجت_سے_متعلقہ_فقہی_قواعد_کی_معاصر_تطبیقی_صورتیں http://religion.asianindexing.com/index.php/Journal_of_Islamic_and_Religious_Studies/
xxxii ابن عابد محمد علاء الدین أفندی ،حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار ، دار الفکر للطباعۃ والنشر-بیروت ،1421ھ - 2000م،ج: 5 ، ص:228 -
xxxiii سیوطی ، عبد الرحمن بن أبي ، الاشباہ والنظائر ، ص :85-
xxxiv الحجرات: 12-
xxxv البقرہ : 39-
xxxvi طبی_شعبہ_میں_ضرورت_و_حاجت_سے_متعلقہ_فقہی_قواعد_کی_معاصر_تطبیقی_صورتیں http://religion.asianindexing.com/index.php/Journal_of_Islamic_and_Religious_Studies/